روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون 213029
CPI 61
جلد 47-82 نمبر 147 | ہفتہ 29 صفر المظفر 1418ھ 5 وفا 1376ھش 5 جولائی 1997ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

عقل مند وہ ہے جو عذاب آنے سے پیشتر اس کی فکر کرتا ہے اور دور اندیش وہ ہے جو مصیبت سے پہلے اس سے بچنے کی فکر کرے۔

انسان کو یہی لازم ہے کہ آخرت پر نظر رکھ کر برے کاموں سے توبہ کرے، کیونکہ حقیقی خوشی اور سچی راحت اسی میں ہے۔ یہ ایک یقینی امر ہے کہ کوئی بدکاری اور گناہ کا کام ایک لحظہ کے لئے بھی سچی خوشی نہیں دے سکتا۔ بدکار، بدمعاش کو تو ہر دم اظہار راز کا خطرہ لگا ہوا ہے۔ پھر وہ اپنی بدعملیوں میں راحت کا سامان کہاں دیکھے گا۔ آخرت پر نظر رکھنے والے ہمیشہ مبارک ہیں۔

مرد آخربیں مبارک بندہ ایست

دیکھو ان قوموں کا حال جن پر وقتاً فوقتاً عذاب آئے۔ ہر ایک کو یہی لازم ہے کہ اگر دل سخت بھی ہو تو اسے ملامت کر کے خشوع خضوع کا سبق دے۔ رونا اگر نہیں آتا، تو رونی صورت بنا دے پھر خود بخود آنسو بھی نکل آئیں گے۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 157)

خدا کے فضل کو یاد کر کے محبتِ الٰہی دلوں میں پیدا کرو

(حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب۔ امام جماعت احمدیہ الاول)

ایمان بڑھانے کے لئے خدا تعالیٰ کے انعام پر غور کرنے سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔ ایمان۔ عقائد۔ اعمال۔ معاملات کے لحاظ سے بے نظیر نعمت (دین حق) ہے اور پھر (-) سے وہ فرقہ جو خلفاء اللہ کے سلسلے کو مانتا ہے ان سے بڑھ کر نہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ان سے بڑھ کر کوئی مؤید من اللہ نہیں۔

انسان اکیلی عبادت زیادہ پڑھتا ہے۔ جماعت کے ساتھ عبادت چھوٹی اور مختصر ہی ہو مگر اس میں ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ امام کے ماتحت اعمال میں کس قدر زیادتی ہوتی ہے پس یہ ایک عظیم الشان نعمت ہے جو خدا نے ہم کو دی ہے مگر اس انعام میں ان الفاظ کو بھی یاد رکھو کہ "دین کو دنیا پر مقدم کروں گا" بڑی ذمہ داری کا وعدہ ہے۔ یہ وعدہ کسی عام انسان کے ہاتھ پر نہیں۔ بلکہ امام کے ہاتھ پر۔ نہیں نہیں، بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ پر کیا ہے۔ خوب یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ سے وعدہ کر کے خلاف کرنے والا منافق ہوتا ہے پس ڈرنے اور رونے کا مقام ہے اور بڑے حزم و احتیاط کی ضرورت ہے

پھر اللہ تعالیٰ کے انعام یاد کر کے (صاحب ایمان) اس بات کو سوچ کہ ایک وقت آتا ہے (-) کوئی دوست آشنا اپنا بیگانہ کچھ کام نہیں آتا۔ دنیا میں نمونہ موجود ہے۔ انسان بیمار ہوتا ہے تو ماں باپ بھی اس کی بیماری کو نہیں بٹا سکتے۔ یہ نمونہ اس بات کا کہ یہ سچی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کی پکڑ کے وقت کوئی کام نہیں آتا۔ کسی کی سپارش اور جرمانہ کام نہیں آتا۔ اس لئے اس دن کے لئے آج سے ہی تیار رہو۔ پس خدا تعالیٰ کے فضل کو یاد کر کے محبت الٰہی کو زیادہ کرو اور غفلتوں اور کمزوریوں کو چھوڑ دو۔ اور اپنے وعدوں پر لحاظ کرو کہ "دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔" رنج و راحت عسر یسر میں قدم آگے بڑھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور بھائیوں سے محبت کریں گے۔ پھر کہتا ہوں کہ یہ بڑی خطرناک بات ہے۔ کہ جو وعدوں کے خلاف کرتا ہے وہ منافق ہوتا ہے۔ جھوٹ اور وعدہ کی خلاف ورزی کرتے کرتے انسان کا انجام نفاق سے مبدل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو اور آپ کو اس سے بچائے اور صدق۔ اخلاص اور اعمال حسنہ کی توفیق دے۔

(خطبات نور جلد اول ص 16)

انسان کو چاہئے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرے اور یہ کچھ مشکل امر نہیں

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

محترم صاحبزادہ مرزا نسیم احمد صاحب کو سپرد خاک کر دیا گیا

ربوہ:۔ 4۔ جولائی۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے سمدھی محترم صاحبزادہ مرزا نسیم احمد صاحب کو ماڈل ٹاؤن لاہور کے احمدیہ قبرستان میں آج صبح 9 بجے کے قریب سپرد خاک کر دیا گیا۔

محترم صاحبزادہ صاحب کا جنازہ آج صبح 8 بجے کے قریب بیت النور ماڈل ٹاؤن لاہور میں محترم چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے پڑھایا جس کے بعد صاحبزادہ صاحب کا جسد خاکی احمدیہ قبرستان لیجایا گیا۔ جہاں پر تدفین مکمل ہونے کے بعد محترم امیر صاحب نے ہی دعا کرائی۔ محترم صاحبزادہ صاحب کے جنازہ میں کثیر تعداد میں احمدیوں اور غیر از جماعت دوستوں نے شرکت کی ان میں لاہور کی جماعت کے افراد کے علاوہ ربوہ سے خاندان حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے افراد کی بڑی تعداد بھی جنازہ میں شامل تھی۔ بہت سے معزز غیر از جماعت احباب بھی تشریف لائے ہوئے تھے جنہوں نے جنازہ اور تدفین میں شرکت فرمائی۔

محترم صاحبزادہ مرزا نسیم احمد صاحب کی اولاد میں چار بیٹے ہیں جن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ صاحبزادہ مرزا نعمان احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ، صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اور صاحبزادہ مرزا رضوان احمد صاحب۔ ان میں صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے داماد اور محترم صاحبزادی امتہ الحبیب طوبیٰ صاحبہ کے خاوند ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ محترم صاحبزادہ مرزا نسیم احمد صاحب کو اپنے فضل و کرم سے اپنے درجات قرب میں بڑھاتا رہے اور ان پر ہر آن اپنی رحمت کرتا رہے۔ اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم چوہدری محمد صادق چٹھہ آف چک نمبر 543/E.B ضلع وہاڑی جرمنی میں مورخہ 3۔ جون 1997ء کو بوجہ ایکسیڈنٹ تقریباً ساٹھ سال کی عمر میں وفات پا گئے ہیں۔ موصوف مکرم محمد غضنفر چٹھہ صاحب انسپکٹر مال کے بہنوئی تھے 7۔ جون 1997ء کو ان کا جنازہ جرمنی میں پڑھا کر جسد خاکی ربوہ لایا گیا جہاں پر مورخہ 97-6-8 کو قبرستان عام نمبر1 میں ان کی تدفین عمل میں آئی قبر تیار ہونے پر مکرم نصیر احمد چوہدری صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔ موصوف کی بلندی درجات اور پسماندگان کے صبر جمیل کے لئے درخواست دعا ہے۔

ضروری اعلان

○ الفضل کے نمائندے برائے اشتہارات مکرم محمد مظفر احمد علوی صاحب فوری طور پر ربوہ واپس آکر دفتر الفضل سے رابطہ کریں۔ ضروری تاکید ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

5- وفا 1376 ہش   5- جولائی 1997ء

غیب اور مستقبل کیلئے دعا کی ضرورت

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں:-

"دعا بہت بڑی سپر کامیابی کے لئے ہے۔ یونسؑ کی قوم گریہ وزاری اور دعا کے سبب آنے والے عذاب سے بچ گئی۔ میری سمجھ میں محاتبت مغاضبت کو کہتے ہیں اور حوت مچھلی کو کہتے ہیں اور نون تیزی کو بھی کہتے ہیں اور مچھلی کو بھی۔ پس حضرت یونسؑ کی وہ حالت ایک مغاضبت کی تھی۔ اصل یوں ہے کہ عذاب کے ٹل جانے سے ان کو شکوہ اور شکایت کا خیال گزرا کہ پیشگوئی اور دعایوں ہی رائیگاں گئی اور یہ بھی خیال گزرا کہ میری بات پوری کیوں نہ ہوئی۔ پس یہی مغاضبت کی حالت تھی۔ اس سے ایک سبق ملتا ہے کہ تقدیر کو اللہ بدل دیتا ہے اور رونا دھونا اور صدقات' فرد قرارداد جرم کو بھی ردی کر دیتے ہیں۔ اصول خیرات کا اسی سے نکلا ہے۔ یہ طریق اللہ کو راضی کرنے کے لئے ہیں۔ علم تعبیر الرؤیا میں مال کلیجہ ہوتا ہے۔ اس لئے خیرات کرنا جان دینا ہوتا ہے۔ انسان خیرات کرتے وقت کس قدر صدق و ثبات دکھاتا ہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ صرف قیل و قال سے کچھ نہیں بنتا' جب تک کہ عملی رنگ میں لا کر کسی بات کو نہ دکھایا جاوے۔ صدقہ اس کو اسی لئے کہتے ہیں کہ صادقوں پر نشان کر دیتا ہے۔ حضرت یونسؑ کے حالات میں در منثور میں لکھا ہے کہ آپ نے کہا کہ مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ جب تیرے سامنے کوئی آوے گا۔ تجھے رحم آجائے گا۔

؎ ایں مشت خاک را گر نہ بخشم چہ کنم"

اس ارشاد میں ایک تو واقعہ بیان فرمایا گیا ہے اور اس واقعہ پر ہمیں غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اور دوسری بات جو نتیجتاً نہایت اہم ہے وہ یہ کہ انسان کو بعض اوقات پتہ چل جاتا ہے یا اسے اطلاع دے دی جاتی ہے کہ وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہونے والا ہے اور وہ دعا کرتا ہے اور اس دعا میں اس کی کیفیت گریہ و زاری کی ہوتی ہے۔ یعنی اضطرار کی حالت ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ چونکہ اضطرار کی حالت کو دیکھتا ہے اور پذیرائی بخشتا ہے۔ اس لئے وہ مصیبت کٹ جاتی ہے۔ یا یوں کہئے کہ اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ پہلے یہ خیال تھا کہ مصیبت آنے والی ہے۔ لیکن آئی اس لئے نہیں کہ دعا کی وجہ سے ٹل گئی۔ اب یہ خیال بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ شائد کسی مصیبت نے آنا ہی نہیں تھا۔ اور اس بات کا خیال انسان کے لئے خطرناک نتائج پیدا کرتا ہے۔ دعا سے یہ تو ہوا کہ جو مصیبت آنے والی تھی یا جس کے متعلق بتایا گیا تھا کہ آنے والی ہے وہ نہیں آئی۔ اور کیا چاہئے۔ کیا اس بات کی خواہش تھی کہ دعا قبول نہ ہو مصیبت آجائے اور مصیبت کا سامنا کرنا پڑے۔ یہ بات ہرگز مناسب نہیں۔ مناسب یہی ہے کہ انسان خدا تعالیٰ سے دعا مانگتا رہے کہ کسی مشکل کا سامنا نہ ہو۔ کوئی مصیبت سامنے نہ آئے۔ اور جب ایک لمبے عرصے تک کسی مشکل کا سامنا نہ ہو اور کوئی مصیبت کی حالت بھی پیدا نہ ہو تو خدا تعالیٰ پر یہ بدظنی نہیں کرنی چاہئے کہ ہونا تو کچھ بھی نہیں تھا میں اپنے آپ کو دعا میں مصروف رکھتا رہا۔ گویا کہ اگر دعا نہ بھی کرتا تو کچھ نہیں ہونا تھا۔ یہ بات ایک بڑی غلط فہمی پیدا کر سکتی ہے۔ مستقبل اور غیب یہ دونوں چیزیں ہمارے سامنے نہیں ہیں۔ ان دونوں میں سے کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ کبھی ہمیں اس کا علم ہو جاتا ہے اور کبھی علم نہیں ہوتا۔ اور کبھی جب علم ہو جاتا ہے تو اس کے باوجود وہ بات وقوع پذیر نہیں ہوتی۔ اور وقوع پذیر اس لئے نہیں ہوتی کہ خدا تعالیٰ نے وہ حالت بدل دی ہے۔ انسان کی دعا سن لی ہے۔ جو مشکل اسے پیش آنی تھی اسے دور کر دیا ہے۔

پس اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں یہ کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ ہماری دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ مستقبل میں جو ہم نہیں دیکھ سکتے یا غیب کی جو بات ہمارے لئے وقوع پذیر ہونے والی ہوتی ہے ہم تو اس سے واقف نہیں ہوتے۔ لیکن ہمارا خدا تعالیٰ ان سے واقف ہوتا ہے۔ اور جب ہم اس سے دعا کرتے ہیں اور یہ بات مانتے ہیں کہ اگر کوئی مشکل آنے والی ہے تو اسے دور کر دے اور مشکل نہیں آتی تو خدا تعالیٰ پر بدظنی کی بجائے ہمارا ایمان اس میں بڑھنا چاہئے۔ ہم نے وہ مشکل دیکھی تو نہیں' غیب کی بات ہمارے سامنے تو نہیں آئی۔ لیکن کیا انسان کہہ سکتا ہے کہ کوئی واقعہ پیش ہی نہیں آنے والا تھا۔ یا غیب اور مستقبل اس کے لئے پردے کے پیچھے ہیں تو وہ یہ کس طرح کہہ سکتا ہے کہ کچھ بھی نہیں ہونے والا۔ ہمیشہ یہی سمجھنے کی ضرورت ہے کہ کسی وقت بھی کچھ ہی ہو سکتا ہے۔ ہمارے ماحول میں کتنی باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ہمیں ان کا اندازہ ہی نہیں ہوتا۔ کبھی یہ خیال بھی دل میں پیدا نہیں ہوتا فلاں چیز ہونے والی ہے۔ لیکن اچانک وہ ہو جاتی ہے۔ نہ صرف ہمارے ساتھ بلکہ دوسرے لوگوں کے بھی ساتھ۔ کوئی شخص سفر پر نکلتا ہے اسے معلوم ہی نہیں اگلے لمحے اس سے کیا ہو جائے گا وہ سفر اس کی صحت و سلامتی کا سفر بھی ہو سکتا ہے۔ اور اس کے برخلاف بھی۔ گویا کہ جس بات کا اسے ہرگز علم نہیں تھا۔ وہ اس کے ساتھ پیش آگئی۔ اگر وہ خدا تعالیٰ سے دعا کرتا تو اسے تسلی ہوتی۔ بے شک حادثہ پھر بھی پیش آجاتا لیکن دل کو ایک تسلی ملتی کہ میں نے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیا ہے۔ یہ ہے بات مستقبل اور غیب کو سامنے رکھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے لئے۔ ہر وقت انسان یہ سمجھے کہ نہیں معلوم اس کا اگلا لمحہ کس طرح گزرے گا۔ مشکل اور مصیبت کی تو بات ہی کیا ہے۔ انسانی زندگی کے متعلق کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ ایک لمحہ مزید جاری رہے گی۔

پس یہ نہایت ضروری ہے کہ ہم غیب اور مستقبل کو سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ دعا مانگتے رہیں کہ اگر غیب اور مستقبل میں ہمارے لئے کوئی ناپسندیدہ بات ہے تو وہ اسے دور فرمائے اور ہمیں احسن طریق پر امن و امان کی زندگی بسر کرنے کی توفیق دے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

رات دن کی یہ مشقت رائیگاں ہو جائیگی
مجھ کو ڈر ہے یہ زمیں بھی آسماں ہو جائیگی
ہے یقیں مجھکو کہ میرا راستہ کٹ جائیگا
راستہ کٹنے پہ منزل بے نشاں ہو جائیگی
کیا یہ لازم ہے کہ میں چلتا رہوں چلتا رہوں
کیا مسافت ہی مری روحِ رواں ہو جائیگی

ابوالاقبال

ذکیہ بیگم - بیگم کرنل مرزا داؤد احمد صاحب

حضرت مرزا شریف احمد صاحب

کئی دن سے دل چاہ رہا تھا- اور شدید خواہش پیدا ہو رہی تھی کہ اپنے چھوٹے ماموں جان حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے متعلق کچھ لکھوں سو اس خواہش کے تحت حضرت ماموں جان کے بارہ میں یہ مضمون لکھ رہی ہوں۔

شادی کے بعد تقریباً تین سال حضرت ماموں جان کے کمرہ سے ملحق کمرہ میں رہی درمیان میں چھوٹی سی گیلری تھی اس طرح قریب سے حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی سیرت و کردار کو دیکھنے کا موقع ملا- میں نے آپ کو نہایت سادہ اور درویش صفت پایا- میں 1942ء میں ان کے گھر آئی تھی- یہ وہ زمانہ تھا جب ان کا کارخانہ بہت منافع پر چل رہا تھا- گھر میں ہر طرح کی فراخی نظر آتی تھی- مگر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا یہ فرزند فقیری کی شان میں سادہ زندگی اپنائے ہوئے تھا- لیکن دل کا بادشاہ تھا گویا۔

اس کا باطن بادشاہ تھا اور ظاہر تھا فقیر

انہوں نے کبھی کسی سائل کو خالی ہاتھ نہ جانے دیا- بلکہ بعض اوقات تو بڑی معقول رقم سے ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کر دیتے تھے- اور میں سمجھتی ہوں کہ حضرت بانی سلسلہ کو آپ کے متعلق دی گئی خبر کہ "وہ بادشاہ آیا" میں ان کی دل کی بادشاہت ہی کی طرف اشارہ تھا- وہ نہایت سادہ طبیعت رکھتے تھے- کوئی نمود و نمائش ان میں نہیں تھی- نہایت رقیق القلب بہت نرم پیار کرنے والی طبیعت تھی- مگر اظہار میں عموماً اخفاء کا پہلو ہوتا- دوسرے کی تکلیف کو اس طرح سمجھتے تھے کہ اس کا دکھ بھی بانٹ لیتے اور ظاہر بھی نہ ہونے دیتے تاکہ وہ شرمندہ نہ ہو۔

میری امی کہا کرتی تھیں کہ میرے چھوٹے بھائی تو اسم با مسمّٰی ہیں- حقیقت میں اتنی زیادہ شرافت و نجابت شاید کم ہی دیکھنے میں آئی ہو- پھر یہ کہ ان میں صبر و رضا کا مادہ بہت زیادہ تھا- اپنی بیماری یا تکلیف کا اظہار کرنے میں ہچکچاتے رہتے- سر درد کے ناقابل برداشت شدید دورے ہوتے- لیکن صبر سے یہ کربناک دکھ برداشت کرتے- شدید بیماری کی حالت میں بھی صبر اور ہمت و حوصلہ سے وقت گزارتے- کسی کو اپنی بیماری میں تکلیف نہ دینی چاہتے تھے- آپ کے اوصاف حمیدہ ان گنت تھے- ہر معاملہ میں وہ اعلیٰ کردار رکھتے تھے- ان کو زرو مال سے کوئی دلچسپی نہ تھی- مگر خدا کا فضل ہوتا رہا- مالی حالات نہایت اچھے تھے کہ اچانک پارٹیشن کی وجہ سے ملک کا بٹوارہ ہوا- اور سب لوگ مشیت الٰہی کے تحت نقل وطن پر مجبور ہو گئے- ماموں جان کی لاکھوں کی مشینری سٹیشن پر آچکی تھی- مگر خدائی تقدیر کچھ اور کہہ رہی تھی- سب کچھ دھرا رہ گیا- سب ہی تین چار کپڑوں میں اپنے گھروں سے نکلے تھے- لیکن حضرت ماموں جان تو تہی دست قرضوں کا انبار اٹھائے پاکستان میں داخل ہوئے حالانکہ کوئی تجارت یا فیکٹری بینک لون یا ذاتی قرض کے بغیر چل ہی نہیں سکتی ادھر صحت کی خرابی اور پھر مالی پریشانیاں حالانکہ تجارتی قرض تھا- مگر ماموں جان کی طبیعت پر اس کا بہت بوجھ تھا- لیکن آپ نے اپنے اس دکھ کا اظہار کسی پر نہ کیا اور نہ ہی کبھی شکوہ بلب ہوئے- بلکہ کمال صبر و حوصلہ کے ساتھ یہ وقت گزارا- یہ وہ مقام ہے جہاں قلم تحریر کا اور زبان الفاظ کا ساتھ دینے سے قاصر نظر آتی ہے- وگرنہ عام طور پر انسان اس قسم کے حالات میں واویلا کرنے لگتا ہے- لیکن انہوں نے ہر دکھ اپنی جان پر لیا اور شاید اسی بوجھ تلے دب کر آپ کی صحت دن بدن کمزور ہوتی چلی گئی- مگر اس وقت بھی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ خواہ معمولی رقم ہو ایک روپیہ ہی ہو ضرورت مند کی مدد کرتے تھے اور سائل کو کبھی انکار نہ کرتے تھے۔

حضرت ماموں جان نے احمدیہ ٹیری ٹوریل فورس میں کام کیا- سال میں تین چار ماہ وہاں گزارتے- وہاں بھی نظم و ضبط مثالی تھا- منظم طریق پر کام کرتے اور لوگ آپ کے اس طریق کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے۔

درویشی کا یہ عالم تھا کہ مجھے یاد ہے غالباً 1948ء میں ہم لوگ پشاور تھے- ماموں جان ہمارے پاس پشاور آئے چند روز کا قیام تھا- بکس جو کھولا تو اس میں چند پرانے کپڑوں کے علاوہ کچھ نہ تھا- میرے میاں نے اسی وقت آفیسر شاپ سے کپڑا خریدا اور پلٹن کے درزی کو دے کر فوری طور پر کپڑے سلوائے- ماموں جان کو علم نہ تھا- جب کپڑے تیار ہو کر اور دھل کر سامنے آئے تو خوش بھی تھے- مگر مجھے آج تک یاد ہے کہ چہرے پر اتنا حیا کا عنصر تھا جس کی حد نہیں- چہرے پر سرخی آگئی۔

میں ایک خط کا اقتباس لکھ رہی ہوں جو انہوں نے میرے میاں کے نام لکھا تھا- پہلے تو مجھے خیال آیا کہ کہیں میں اللہ کے حضور حاضر ہونے والی امانت میں خیانت تو نہیں کر رہی ہوں- پھر میں نے سوچا کہ حضرت بانی سلسلہ کے فرزند کی بابت لوگ یہ خیال نہ کرتے ہوں کہ خدانخواستہ نادہند تھے- کیونکہ کچھ قرضدار جو کارخانہ میں منافع پر روپیہ لگانے والے تھے ناراض بھی تھے- اس اقتباس سے ان کو معلوم ہو گا کہ حضرت ماموں جان کس قدر مجبور تھے- (خط کا اقتباس یہ ہے)

عزیزم داؤد احمد.....

مجھے تیسرا مہینہ ہے کہ میں بستر میں ہوں اور ایک ماہ سے تو ہائی بلڈ پریشر کی وجہ سے چوبیس گھنٹے بستر پر گزرتے ہیں- گورنمنٹ کی طرف سے ایک باغ الاٹ ہوا ہے جس کی آمد ممکن ہے کہ ڈیڑھ ہزار یا دو ہزار ہو جائے- بینک کی طرف سے یہ روپیہ ماہوار آتا ہے.... میں یہ خط اس لئے لکھ رہا ہوں کہ اس وقت میرے پاس کوئی ذریعہ نہیں اور میں ڈاکٹر تک کو نہیں بلا سکتا- میں نہیں جانتا خود تمہاری کیا حالت ہے مگر میری یہ تکلیف ایک موت اور حیات کی کشمکش ہے اگر تم کوئی انتظام کر سکو شاید میرے لئے سہولت ہو جائے۔

....امید ہے کہ باغ کی آمد آجائے گی پھر جو خدا صورت کرے اب میں تھک گیا ہوں اور پندرہ روز سے کوشش کر رہا تھا مگر لکھ سکنا میرے لئے ممکن نہ تھا- امید ہے کہ بچے اور ذکیہ خیریت سے ہوں گے۔

خاکسار

مرزا شریف احمد

بہرحال آزمائشوں اور مالی تنگی کا یہ دور عارضی ثابت ہوا- اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جب کلیم منظور ہو گئے تو آپ کے بچوں نے انہی کی جائیداد کا ایک حصہ فروخت کر کے سب قرض چکا دیئے- مگر افسوس یہ خوشی ان کو اپنی زندگی میں نہ مل سکی خدا کرے یہ خبر اگلے جہان میں ان کو پہنچ جائے- دل تو چاہتا ہے بہت کچھ لکھوں لیکن طوالت کے خوف سے حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے الفاظ کے ساتھ اس مضمون کو ختم کرتی ہوں حضرت ماموں جان کی وفات 26 دسمبر 1961ء کو ہوئی- ان کی وفات پر حضرت خالہ جان نے "پھر باپ ہو جہان میں پیدا تو بھائی ہو" کے عنوان سے الفضل میں ایک مضمون لکھا- جس کے بعض اقتباسات یہ ہیں-

حضرت (-) بڑے بھائی کی طرح ان پر بھی خدا تعالیٰ کا خاص فضل اس صورت میں نازل ہوا تھا کہ ان کا علم وسیع تھا بہت ٹھوس تھا- جو سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کس وقت پڑھا اور کہاں پڑھا- مگر علم دین کے ہر پہلو پر عبور تھا- عربی ایسی اعلیٰ پڑھاتے تھے کہ چند دن میں پڑھنے والے کو کہیں سے کہیں پہنچا دیتے- رائے صائب ہوتی- مشورہ ہمیشہ دیانتدارانہ ہوتا- علم تعبیر اللہ تعالیٰ نے ان کو خاص ودیعت فرمایا تھا..... علمی پہلو کے علاوہ وہ ایک نہایت شریف اسم با مسمّٰی نہایت صاف دل غریب طبیعت دل کے بادشاہ عالی حوصلہ صابر متحمل مزاج وجود تھے۔

اس لئے نہیں کہ وہ میرے بھائی تھے بلکہ اس کو الگ رکھ کر کوئی بطور سچی شہادت کے مجھ سے ان کی بابت سوال کرے تو میں یہی کہوں گی اور وثوق سے کہوں گی کہ وہ ایک ہیرا تھا نایاب وہ سراپا شرافت تھا- ایک چاند تھا جو چھپا رہا اکثر- اور چھپے چھپے چپکے چپکے رخصت ہو گیا- اللہ تعالیٰ کی آغوش رحمت میں پہنچ گیا- ان کے دکھ درد آخر ختم ہو گئے گو ہمارے دلوں میں بے شک ان کی یاد اور درد جدائی قائم رہے گا اللہ تعالیٰ ہم سب کو دعاؤں سے خدمت کی توفیق دے اور ان کو اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے......"

(الفضل 14 جنوری 1962ء)

ایک اچھی بات

جو زندگی گزر گئی ہے وہی دراصل زندگی ہے اور اسی کے متعلق یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ انسان نے اتنا عرصہ دنیا میں رہ لیا ہے- باقی کا کچھ پتہ نہیں- پس گذری ہوئی زندگی پر غور کرنا چاہئے اور اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے تاکہ باقی ماندہ وقت کو اس سے بھی بہتر بنایا جا سکے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل کے مہمان

آج سے چند سال پہلے اخبار الفضل کا دفتر دارالرحمت غربی میں تھا- اور جس گلی میں یہ دفتر تھا وہ عرف عام میں الفضل والی گلی کہلاتی تھی- اسی گلی میں محترم پروفیسر بشارت الرحمان صاحب بھی رہتے تھے اور اخبار کے ایڈیٹر مکرم مسعود احمد خان صاحب دہلوی بھی- اور اخبار کے پروف ریڈر مکرم مولانا سلطان احمد پیر کوٹی صاحب بھی- باقی مکان بھی عام طور پر اسی طرح پہچانے جاتے تھے کہ وہ الفضل والی گلی میں ہیں- پھر وہاں سے دفتر شفٹ ہو کر دارالنصر آگیا- یہاں گھومتے پھرتے بعض دوست ایک خوبصورت سی سرخ عمارت جس کے سفید حاشئے ہیں دیکھ کر اندر آجاتے ہیں اور پھر یہ سن کر کہ اب اخبار الفضل کا دفتر یہاں ہے کسی حد تک حیران ہوتے ہیں- پہلے دفتر کا موجودہ دفتر سے مقابلہ کرتے ہیں اور اس بات پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں کہ اب تو دفتر بہت اچھے ہیں- کمرے بھی زیادہ ہیں اور کمرے ہیں بھی وسیع- اور یہاں پر خدا کے فضل سے کمپیوٹر کا انتظام بھی ہے- اور دفتر کے پائین میں محترم مینجر اور پبلشر آغا سیف اللہ صاحب نے ایک بڑا خوبصورت باغ بھی لگا رکھا ہے جس میں سبزیاں بھی اگائی جاتی ہیں-

پس یہ دوست جو گھومتے پھرتے اس دفتر میں آ جاتے ہیں کچھ دیر اپنی پر مسرت حیرانگی کا اظہار کر کے دو چار باتیں سن کر اور سنا کر واپس تشریف لے جاتے ہیں- کچھ لوگ ایسے ہیں جنہیں معلوم ہو یا نہ ہو کہ دفتر کہاں ہے وہ مختلف شہروں سے آتے ہیں اور یہ معلوم کر کے کہ الفضل کا دفتر یہاں ہے- الفضل کے سٹاف سے ملنے کے لئے تشریف لے آتے ہیں- انہیں سارے کمرے دکھائے جاتے ہیں اور وہ ایڈیٹر کے کمرے میں بیٹھ کر کچھ دیر معلوماتی باتیں سنتے بھی ہیں اور سناتے بھی ہیں- اور اس طرح وہ اپنی اس پیاس کو بجھاتے ہیں کہ جو الفضل حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب (امام جماعت الثانی) نے 1913ء میں جاری کیا تھا وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اب تک جاری ہے-

ہو سکتا ہے انہوں نے ربوہ میں کوئی کام بھی سر انجام دینے ہوں لیکن ان کی باتوں سے پتہ یہ چلتا ہے کہ وہ خاص طور پر الفضل کے دفتر میں آنا چاہتے تھے- دیکھنا چاہتے تھے- کہ الفضل کس طرح شائع کیا جاتا ہے- میں انہیں شروع سے لے کر آخیر تک چھپنے کا طریق بتاتا ہوں- کس طرح مضمون آتے ہیں اور ہم انہیں پڑھتے ہیں-

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ جون 1997ء

حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب.....

ایک مخلص باوفا خادم سلسلہ احمدیہ

"اس (رحیم بخش المعروف مولانا عبدالرحیم درد صاحب۔ ناقل) کے متعلق مجھے ذرا بھی فکر نہیں کیونکہ اس کے لئے حضرت (بانی سلسلہ) نے بہت دعائیں کی ہیں۔"

آپ کا خاندان اور مولد و مسکن:۔

یکے از کبار رفقاء بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت ماسٹر قادر بخش صاحب...... کے گھرانہ میں جنم لینے والا فرزند "رحیم بخش" آسمان احمدیت کا ایک درخشندہ ستارہ۔ سراپا اخلاص و وفا مولانا عبدالرحیم درد کے طور پر ہر کس و ناکس میں معروف ہوا۔ ابتداء سے تادم آخر نہایت نمایاں طور پر خدمات سلسلہ کی توفیق پائی۔

حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب...... لدھیانہ میں پیدا ہوئے آپ کی ولادت 1894ء کی ہے۔ آپ کے والد ماجد حضرت ماسٹر قادر بخش صاحب...... حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے عشاق میں سے تھے۔ پیکر اخلاص حضرت مولوی عبداللہ سنوری صاحب...... (سرخ چھینٹوں کے آسمانی نشان کے عینی شاہد) آپ کے پھوپھا اور خسر تھے۔ حضرت ماسٹر قادر بخش صاحب..... 1991ء میں اس مباحثہ میں موجود تھے جو لدھیانہ میں حضرت بانی سلسلہ اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے مابین ہوا۔ حضرت بانی سلسلہ نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں حضرت ماسٹر قادر بخش صاحب..... کی موجودگی کا ذکر فرمایا ہے۔ جب حضرت بانی سلسلہ 1892ء میں دوبارہ لدھیانہ تشریف لائے تو حضرت ماسٹر قادر بخش صاحب...... نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ جس پر ان کے والد صاحب نے سخت تکالیف دینا شروع کیں۔ انہیں اتنا مارتے کہ وہ بعض اوقات بے ہوش ہو جاتے مگر کبھی اف تک نہ کی اور بدستور بڑی سعادت سے والد صاحب کی خدمت میں مصروف رہتے۔ گالیاں سنتے مگر حق کی آواز پہنچاتے۔ آخر حضرت بانی سلسلہ کی دعاؤں سے طبیعت میں نرمی پیدا ہوئی اور مخالفت ترک کر دی۔ حضرت ماسٹر قادر بخش صاحب...... کی ہمشیرہ سے حضرت مولوی عبداللہ سنوری صاحب...... کی شادی ہوئی۔ یہ رشتہ خود حضرت صاحب نے تجویز فرمایا۔

حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب..... اپنے والد صاحب کی اولاد تین بیٹوں اور دو بیٹیوں میں سب سے بڑے تھے آپ کی ولادت کے موقعہ پر آپ کا نام رحیم بخش رکھا گیا بعد میں حضرت امام جماعت الثانی...... نے آپ کا نام عبدالرحیم رکھا اور درد تخلص عطا کیا۔ چونکہ آپ کی ولادت سے دو سال قبل 1892ء میں آپ کے والد ماجد نے حضرت بانی سلسلہ کی بیعت کی تھی اس طرح آپ پیدائشی احمدی تھے۔

تعلیم:۔ حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب...... نے ابتدائی تعلیم لدھیانہ میں حاصل کی۔ آپ کے ایک ذہین طالب عالم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے کھلاڑی بھی تھے۔ آپ کی یادداشت نہایت عمدہ تھی۔ اپنی تصنیف "والد صاحب" میں آپ نے لکھا ہے کہ آپ پہلی مرتبہ 1899ء میں اپنے والد صاحب کے ہمراہ قادیان آئے تھے جو آپ کو اچھی طرح یاد ہے۔ اس وقت آپ کی عمر ساڑھے چار سال تھی۔ بچپن میں آپ کی صحت کمزور تھی مگر حضرت بانی سلسلہ کی دعاؤں کی برکت سے آپ تندرست ہو گئے۔ حضرت منشی برکت علی صاحب نے ماسٹر قادر بخش صاحب..... کی وفات پر ایک مضمون تحریر فرمایا اس میں آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"آپ کے خلف الرشید مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے جو آج کل (حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی) کے پرائیویٹ سیکرٹری ہیں نویں دسویں جماعت میں پڑھتے تھے کہ آپ ان کے متعلق بڑے وثوق اور اطمینان قلبی سے فرمایا کرتے تھے کہ اس کے متعلق تو مجھے ذرا بھی فکر نہیں کیونکہ اس کے لئے حضرت (بانی سلسلہ) نے خاص طور پر دعائیں کی ہیں۔"

(الفضل 23۔ مئی 1924ء)

تاریخ احمدیت جلد پنجم میں مورخ احمدیت رقمطراز ہیں:۔

"1914ء میں آپ نے لاہور سے بی اے کا امتحان دیا۔ لاہور میں آپ کو احمدیہ ہوسٹل میں بھی رہنے کا موقع ملا۔ احمدیہ ہوسٹل لاہور ایک عرصہ تک احمدی نوجوانوں کے لئے دینی اور علمی مرکز تھا۔ یہ وہ مرکز تھا جہاں سے حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب......، حضرت ملک غلام فرید صاحب، حضرت ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم، حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب.....، حضرت شیخ بشیر احمد صاحب، حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب اور حضرت مرزا عبدالحق صاحب جیسے وجود پیدا ہوئے۔ حضرت امام جماعت الثانی جب کبھی لاہور تشریف لے جاتے تو احمدیہ ہوسٹل میں ہی قیام فرماتے تاکہ طلبہ کی دینی تربیت ہو سکے۔ اسی طرح حضرت مولانا غلام رسول صاحب..... راجیکی وہاں درس و تدریس کا فریضہ سرانجام دیا کرتے تھے۔

(تاریخ احمدیت جلد پنجم صفحہ 203)

آپ کی شادیاں:۔ مولانا عبدالرحیم درد صاحب بی اے کرنے کے بعد مشن سکول ہوشیار پور میں ملازم ہوئے۔ 1916ء میں آپ نے ایم اے (عربی) اسلامیہ کالج لاہور سے پاس کیا۔ پھر 1919ء میں آپ مقابلہ کے امتحان میں شریک ہوئے اور کامیاب ہوئے۔ 1915ء میں آپ کی پہلی شادی سارہ بیگم صاحبہ بنت میاں محمد اسماعیل صاحب مالیر کوٹلوی سے ہوئی۔ حضرت امام جماعت الثانی..... نے قادیان میں آپ کے نکاح اعلان فرمایا۔ آپ کی دوسری شادی مریم بیگم صاحبہ بنت حضرت مولوی عبداللہ سنوری صاحب..... سے 1917ء میں ہوئی۔ یہ نکاح بھی حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے ہی پڑھا۔"

("والد صاحب" صفحہ 47)

وقف زندگی اور قادیان میں مستقل قیام اور ابتدائی خدمات:۔

حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب 1919ء میں زندگی وقف کر کے مستقل طور پر قادیان میں رہائش پذیر ہو گئے۔ قادیان آتے ہی حضرت (امام جماعت) الثانی..... نے آپ کو اس کمیٹی کارکن مقرر فرمایا جو آپ نے جماعتی بڑھتی ہوئی دعوت الی اللہ کی ضروریات کے لئے مدرسہ احمدیہ کو ترقی دے کر اسے ایک عربی کالج تک پہنچانے کے لئے تشکیل دی۔ اس کمیٹی نے مختلف پہلوؤں پر غور کر کے ایک سکیم تیار کی۔

(تاریخ احمدیت جلد نمبر 6 صفحہ 24)

1920ء میں حضرت درد صاحب کو افسر ڈاک مقرر کر دیا گیا بعد ازاں اسی محکمہ کو درد صاحب کے زمانہ میں ہی پرائیویٹ سیکرٹری کا نام دے دیا گیا۔ آپ 1924ء تک اسی عہدہ پر فائز رہے۔

(تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 148)

بعد میں 1941ء تا 1943ء کے عرصہ میں بھی آپ کو بطور پرائیویٹ سیکرٹری خدمات بجالانے کا موقعہ ملا۔

حضرت امام جماعت الثانی کی معیت میں سفر انگلستان:۔

1924ء میں انگلستان میں وہاں کے بعض معززین کی تجویز پر مذاہب کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی جو ویمبلے کانفرنس کہلاتی ہے۔ حضرت امام جماعت الثانی...... نے اس کانفرنس میں پڑھے جانے کے لئے فوری طور پر ایک مضمون تحریر کرنا شروع کیا۔ نیز آپ نے یہ مشورہ طلب فرمایا کہ اس موقع پر جماعت کی نمائندگی میں کون شخص لنڈن جائے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اور حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب نے تجویز پیش کی کہ یہ ایک خاص موقع ہے اگر حضرت صاحب خود تشریف لے جائیں تو مناسب ہوگا۔ بیرونی جماعتوں کی رائے حاصل کرنے کے بعد یہی طے پایا کہ حضرت صاحب مع اپنے چند خدام کے انگلستان پر تشریف لے جائیں۔ چنانچہ جن احباب کو اس سفر میں حضرت صاحب کی معیت کا شرف حاصل ہوا ان میں حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب بھی شامل تھے۔ 2۔ اگست 1924ء کو اس مبارک قافلہ نے انگلستان کی سرزمین پر قدم رکھا۔ درد صاحب کی مسودہ کو ٹائپ کروانے اور اصل متن سے مقابلے کی ذمہ داری تھی۔

(تفصیل کے لئے دیکھیں تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 392 تا 395)

اس سفر کے دوران 19۔ اکتوبر 1924ء کو حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی...... نے "بیت فضل" لنڈن کا سنگ بنیاد رکھا۔ تو اس موقعہ پر منعقد ہونے والی تقریب میں مولانا درد صاحب نے ایک مختصر تقریر میں مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ "بیت" کا سنگ بنیاد رکھنے کے بعد حضرت صاحب مع اپنے رفقاء کے نومبر میں واپس تشریف لے آئے۔ حضرت صاحب نے مولانا عبدالرحیم صاحب نیر کی جگہ مولانا عبدالرحیم درد صاحب کو لنڈن مشن کا انچارج مقرر فرمایا اور مکرم ملک غلام فرید صاحب کو نائب مقرر کر کے فرمایا۔ آپ کے لنڈن مشن کا انچارج مقرر ہونے کے ساتھ ہی رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان کی بجائے لنڈن سے شائع ہونے لگا۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں تاریخ بیت فضل لنڈن مصنفہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب)

اسی طرح حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب کی ادارت میں لنڈن سے ایک ہفت روزہ اخبار "مسلم ٹائمز" بھی شائع ہوتا رہا۔

(الفضل 28۔ دسمبر 1939ء)

آپ کے قیام کے دوران ہی "بیت" فضل لنڈن کی تعمیر مکمل ہوئی اور اس کا افتتاح سر عبدالقادر کے ہاتھوں میں آیا۔ حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب "بیت" فضل لنڈن کے پہلے امام مقرر ہوئے۔ قیام لنڈن کے دوران ہی آپ دعوت الی اللہ کی اغراض سے یورپ کے بعض اور ملکوں میں بھی دورہ پر تشریف لے گئے۔ ان ممالک میں جرمنی اور البانیہ وغیرہ شامل ہیں۔ 22۔ اکتوبر 1928ء کو آپ انگلستان میں چار سال تک فرائض سرانجام دینے کے بعد واپس تشریف لائے۔ واپسی پر آپ نے ترکی، شام اور عراق میں بھی مختصر قیام کیا اور پیغام حق پہنچایا۔ حضرت امام جماعت الثانی...... حضرت درد صاحب کے استقبال کے لئے دوسرے احباب کے ہمراہ قادیان سے قریباً تین میل باہر بٹالہ کی سڑک پر تشریف لے گئے اور معانقہ فرمایا۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی اور حضرت درد صاحب کی خدمات:۔

وادی کشمیر کی مسلم اکثریت 1930ء کی دھائی میں ڈوگرہ راج کے شدید مظالم کا شکار تھی۔ حضرت امام جماعت الثانی..... کشمیری مسلمانوں کی حالت سے خوب باخبر تھے اور آپ کا دل ان مظلوموں کے لئے بہت درد محسوس کرتا تھا۔ چنانچہ آپ نے ان کے حقوق کی خاطر جدوجہد شروع کی۔ 3۔ جولائی 1931ء کو جب سری نگر میں مظلوم مسلمانوں پر گولی چلائی گئی تو حضرت امام جماعت الثانی نے وائسرائے ہند کو ریاست کشمیر کی حکومت کے طرز عمل کے خلاف ایک احتجاجی تار بھجوایا۔ نیز ہندوستان کے بعض مسلمان رہنماؤں کو بذریعہ تار دعوت کی کہ وہ 25۔ جولائی 1931ء کو شملہ میں جمع ہو کر کشمیر کے معاملہ پر غور کریں۔ چنانچہ

شملہ میں یہ اجلاس منعقد ہوا اس میں حضرت امام جماعت الثانی..... آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر منتخب ہوئے۔ آپ نے یہ عہدہ ڈاکٹر سر محمد اقبال، خواجہ حسن نظامی اور دیگر اکابرین کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اصرار پر قبول کیا۔ نیز سب حاضرین کی رضامندی سے مولانا عبدالرحیم درد صاحب کو اس کمیٹی کا سیکرٹری مقرر کیا گیا۔ اراکین میں خواجہ حسن نظامی' ڈاکٹر سر محمد اقبال' سر میاں فضل حسین' سر ذوالفقار علی خان' مولانا محمد اسماعیل غزنوی وغیرہ شامل تھے۔ حضرت مولانا درد صاحب نے سیکرٹری کمیٹی کی حیثیت سے مسلمانان کشمیر کی گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے قیام کے بعد حضرت امام جماعت الثانی...... نے چند روز شملہ میں ہی قیام فرمایا اور مولانا عبدالرحیم درد صاحب نے حضرت صاحب کی ہدایت کے ماتحت اعلیٰ حکام سے ملاقاتیں کیں۔ پولیٹیکل سیکرٹری سے جب حضرت درد صاحب ملے تو وہ اس ملاقات سے اتنا متاثر ہوا کہ صدر کمیٹی یعنی حضرت امام جماعت الثانی..... سے ملاقات کے لئے خود آیا اور تفصیل سے تمام معاملات پر تبادلہ خیال کیا۔

(کشمیر کی کہانی از چوہدری ظہور احمد صاحب صفحہ 68)

14۔ اگست 1931ء کو کشمیر ڈے منانے کا اعلان کیا گیا تو حضرت مولانا درد صاحب نے مختصر وقت میں ایک رسالہ تیار کر کے خاص اس دن کے لئے شائع کیا۔ خود کشمیری رہنماؤں کو اس امر کا بخوبی احساس تھا کہ جماعت احمدیہ گراں قدر خدمات بجالا رہی ہے۔ اکتوبر 1931ء میں مسلمان لیڈر شیخ محمد عبداللہ نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ وہ اپنے نمائندگان کو کشمیر بھجوائیں تاکہ وہ مہاراجہ سے ملاقات کریں۔ چنانچہ حضرت امام جماعت الثانی...... نے درد صاحب کو کشمیر بھجوایا۔ اسی طرح آپ نے جنوری 1932ء میں مولانا درد صاحب کی سرکردگی میں ایک وفد جموں بھجوایا تاکہ وہ کشمیر کے وزیراعظم اور دیگر اعلیٰ حکام سے ملاقاتیں کر کے ریاستی حکام کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ رعایا سے انصاف کریں۔

جولائی 1932ء میں جب شیخ عبداللہ لاہور آئے تو صدر کشمیر کمیٹی حضرت امام جماعت الثانی...... سے مل کر یہ فیصلہ ہوا کہ سری نگر میں ایک آل جموں کشمیر مسلم پولیٹیکل کانفرنس منعقد کی جائے۔ شیخ محمد عبداللہ نے حضرت صاحب سے درخواست کی کہ انہیں اتنے بڑے اجتماع کا تجربہ نہیں ہے اس لئے محترم درد صاحب کو کانفرنس کے انتظامات کی نگرانی کے لئے بھجوا دیا جائے۔ چنانچہ آپ نے درد صاحب کو کانفرنس سے کئی روز پہلے سری نگر بھجوایا۔ حضرت درد صاحب نے کانفرنس کے انتظامات کے علاوہ اس دوران مسلم کانفرنس کے مالی امور کو باقاعدہ اور منظم بنانے کے لئے ہدایات دیں۔ یکم فروری 1932ء کو لاہور میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا ایک فوری اجلاس ہوا اور اس میں درد صاحب کی خدمات کے اعتراف میں ایک قرارداد منظور کی گئی۔ (کشمیر کی کہانی از چوہدری ظہور احمد صاحب صفحہ 232)

حضرت امام جماعت الثانی..... کی قیادت میں آپ کے مخلص خدام نے جس محنت و جانفشانی سے مظلوم کشمیریوں کے حقوق کے لئے جدوجہد کی تھی اس کا اعتراف کرتے ہوئے شیخ محمد عبداللہ نے حضرت امام جماعت الثانی کے نام ایک مکتوب میں لکھا:۔

"نہ میری زبان میں طاقت ہے اور نہ میرے قلم میں زور ہے اور نہ میرے پاس وہ الفاظ ہیں جن سے میں جناب کا اور جناب کے بھیجے ہوئے کارکن مولانا درد' سید زین العابدین صاحب وغیرہ کا شکریہ ادا کرسکوں...."

(تاریخ احمدیت جلد ۶ صفحہ 601)

انگلستان میں دوسری مرتبہ تقرر:۔

حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب دوسری مرتبہ 2۔ فروری 1933ء کو قادیان سے انگلستان کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ کے ہمراہ حضرت حکیم فضل الرحمٰن صاحب بھی تھے۔ حضرت درد صاحب کے لنڈن قیام کے دوران بیت الفضل لنڈن کا افتتاح سر عبدالقادر صاحب کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ پیغام حق پہنچانے کے لئے درد صاحب نے اپنے قیام کے دوران کئی اہم لیکچرز دیئے۔ اسی طرح آپ نے سپین کا ایک سفر بھی اختیار کیا۔

حضرت امام جماعت الثانی کی تحریک پر قائداعظم کو ہندوستان واپسی پر آمادہ کرنا

1933ء میں جب حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب انگلستان آئے تو قائداعظم محمد علی جناح بھی اس وقت لنڈن میں قیام پذیر تھے۔ آپ ہندوستان کی سیاست سے مایوس ہو کر لنڈن میں مستقل قیام کا ارادہ کر چکے تھے۔ حضرت امام جماعت الثانی..... کی تحریک پر مولانا درد صاحب نے قائداعظم محمد علی جناح سے لنڈن میں ملاقاتیں کیں اور انہیں واپس ہندوستان جاکر مسلمانوں کی قیادت پھر سے سنبھالنے پر آمادہ کیا۔ اس بارہ میں مولانا درد صاحب خود تحریر فرماتے ہیں۔

یہ بھی (حضرت امام جماعت الثانی) کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ قائداعظم نے انگلستان سے واپس ہندوستان آکر مسلمانوں کی سیاسی قیادت سنبھال لی۔ جس سے 1947ء میں پاکستان وجود میں آیا۔ جب میں 1933ء میں انگلستان پہنچا تو اس وقت قائداعظم لنڈن میں تھے۔ میں نے ان سے تفصیلی ملاقات کی اور انہیں ہندوستان واپس آکر سیاسی لحاظ سے مسلمانوں کی قیادت سنبھالنے پر آمادہ کیا۔ میں نے انہیں آمادہ کیا کہ اگر اس آڑے وقت میں جب مسلمانوں کی رہنمائی کرنے والا اور کوئی نہیں ہے انہوں نے ان کی پھنسی ہوئی کشتی کو پار لگانے کی کوشش نہ کی تو اس قسم کی علیحدگی قوم کے ساتھ بیوفائی کے مترادف ہوگی۔ اس کے بعد انہوں نے لنڈن میں ہندوستان کے مستقبل پر تقریر کی اور پھر اس کے بعد وہ لندن کو خیرباد کہہ کر ہندوستان واپس آئے اور مسلم لیگ کو منظم کیا۔"

قائداعظم 16۔ اپریل 1933ء کو عیدالاضحیہ کے موقعہ پر (بیت) الفضل لندن میں تشریف لائے اور ہندوستان کے مستقبل کے بارے میں ایک لیکچر دیا۔ اس میں قائداعظم نے فرمایا:۔

"The eloquent persuation of the Imam has left me no escape"

"کہ امام صاحب کی فصیح و بلیغ ترغیب نے میرے لئے کوئی راہ فرار نہیں چھوڑی" (تاریخ احمدیت جلد 7)

قائداعظم کی (بیت الفضل) لندن میں آمد کی خبر سنڈے ٹائمز لندن کے 19۔ اپریل 1933ء کے شمارے میں شائع ہوئی۔

اس کے بعد جولائی 1933ء میں نوابزادہ لیاقت علی خان نے بھی قائداعظم سے ان کے مکان پر ملاقات کی تھی جس میں قائداعظم نے انہیں واپس جاکر ہندوستان کے سیاسی حالات کا جائزہ لے کر مطلع کرنے کے لئے کہا تھا۔ تفصیل کے لئے دیکھیں (قائداعظم کے 72 سال صفحہ 282 مصنف خواجہ رضی حیدر)

اس لحاظ سے یہ حقیقت ہے کہ قائداعظم کو واپسی پر آمادہ کرنے کی پہلی باقاعدہ کوشش کا سہرا حضرت امام جماعت الثانی... کے سر ہی ہے۔ جو حضرت درد صاحب.... کے ذریعہ انجام پایا۔

انگلستان سے واپسی اور خدمات سلسلہ

9۔ نومبر 1938ء کو آپ انگلستان سے واپس تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ حضرت مولوی شیر علی صاحب' حضرت مرزا ناصر احمد صاحب امام جماعت الثالث... حضرت مرزا مبارک احمد صاحب اور حضرت مرزا ظفر احمد صاحب بھی تھے۔ ان تینوں صاجزادگان نے حضرت درد صاحب کے قیام لندن کے دوران ہی وہاں اعلیٰ تعلیم حاصل کی تھی۔ ولایت سے واپسی کے بعد حضرت مولانا درد صاحب کو حضرت امام جماعت الثانی.... کے قرب میں گراں قدر خدمات کا موقعہ ملتا رہا۔ آپ کے سپرد نظارت تعلیم و تربیت اور نظارت دعوت الی اللہ رہیں۔ جلسہ امامت جوبلی کے انعقاد کے لئے جو کمیٹی تشکیل دی گئی حضرت مولانا درد صاحب اس کے سیکرٹری تھے۔ ہوشیار پور میں جلسہ منعقد ہوا تو آپ نے (خدائی خبر) حاضرین کو سنائی۔ اس موقعہ پر درد صاحب کو اس لئے چنا گیا تھا کہ ان کے پھوپھا اور خسر یعنی حضرت منشی عبداللہ صاحب سنوری سفر ہوشیار پور میں حضرت (بانی سلسلہ) کے ہمراہ تھے۔ جس کے دوران حضرت بانی سلسلہ نے چلہ کشی کی اور انہی ایام میں ایک عظیم بیٹے کی بشارات آپ کو ملیں۔ 1947ء کے پرآشوب دور میں قادیان سے احباب کے باحفاظت انخلاء میں بھی درد صاحب نے انڈیا اور پاکستان کے حکام کے ساتھ روابط رکھنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ قیام پاکستان کے بعد آپ ناظر امور عامہ و خارجہ اور ناظر تعلیم و تربیت مقرر ہوئے۔ بیک وقت ان تمام نظارتوں کا کام آپ کے سپرد ہونے سے واضح ہے کہ حضرت امام جماعت الثانی.... کی نظر میں آپ اپنے اخلاص اور قابلیت میں ایک اعلیٰ درجہ پر فائز تھے۔

وفات:۔ احمدیت کی انتھک خدمت بجالانے والا یہ وجود 7۔ دسمبر 1955ء کو اپنے خالق حقیقی سے جاملا۔ روزنامہ الفضل نے لکھا کہ آپ کی وفات اپنے اندر راہ خدا میں جان قربان کرنے کا رنگ رکھتی ہے۔ آپ حسب معمول دفتر میں تشریف لائے اور حضرت مرزا عزیز احمد صاحب.... ناظر اعلیٰ کی میز کے ہی ایک طرف بیٹھ کر کام کرتے رہے۔ سوا بارہ بجے دوپہر ضعف کا شدید دورہ ہوا آپ کو گھر پہنچایا گیا وہاں دو بجے کے قریب آپ عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔ اگلے روز 8۔ دسمبر 1955ء کو ظہر کے بعد حضرت امام جماعت الثانی.... نے احاطہ بہشتی مقبرہ میں آپ کا جنازہ پڑھایا اور تدفین عمل میں آئی۔

علمی خدمات:۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علمی تحقیق و تصنیف کا ایک خاص ملکہ اور شغف عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ دیگر انتظامی خدمات کے ساتھ ساتھ تحقیق و تصنیف کا سلسلہ آخر دم تک جاری رہا۔ آپ نے متعدد کتب انگریزی اور اردو زبان میں تحریر فرمائیں ان میں لائف آف احمد (دینی) خلافت (دین حق سے وابستہ) عورت کی بلند شان' بانی سلسلہ احمدیہ اور انگریز' خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ لائف آف احمد حضرت بانی سلسلہ کی سوانح حیات پر مشتمل ہے اور سلسلہ کی تاریخ کے اعتبار سے بہت اہمیت رکھتی ہے۔ آپ اس کی مزید دو جلدیں تیار کرنے اور ان میں حضرت بانی سلسلہ کی سیرت کو نہایت شرح و بسط کے ساتھ پیش کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ آپ شعر کہنے کا ملکہ بھی رکھتے تھے آپ کا ایک غیر مطبوعہ مجموعہ کلام "وادی خیال" کے نام سے موجود ہے۔

اولاد:۔ آپ کی دو بیویاں تھیں جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھ بیٹے اور آٹھ بیٹیاں عطا کیں۔ جن کے اسماء یہ ہیں۔

مکرمہ رضیہ درد صاحبہ نائب صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان اہلیہ مکرم مسعود احمد عاطف صاحب پروفیسر ٹی آئی کالج' مکرمہ خاتم النساء درد صاحبہ اہلیہ مکرم مولانا محمد شفیع اشرف صاحب سابق ناظر امور عامہ' مکرم مجیب الرحمان درد صاحب سابق قائد خدام الاحمدیہ ضلع لاہور' مکرم صفیہ درد صاحبہ اہلیہ عبدالرزاق صاحب نائیجیریا' مکرمہ نعیمہ درد صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر ملک رب نواز صاحب امریکہ' مکرمہ صالحہ درد صاحبہ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ ضلع لاہور' مکرم عیسیٰ درد صاحب سیکرٹری امور عامہ لاہور خاص طور پر خدمت دین کی توفیق پا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ مکرم عطاء الرحمان صاحب درد' مکرم لطف الرحمان درد صاحب' مکرم حبیب الرحمان درد صاحب' مکرم نعیم الرحمان درد صاحب' مکرمہ عطیہ درد صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد سلیم احمد صاحب' مکرمہ قانتہ درد صاحبہ اہلیہ حمید حسن منور سنوری صاحب' مکرمہ ہاجرہ درد صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد اسلم صاحب سلسلہ احمدیہ سے اخلاص کا تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے نواسوں میں سے مکرم ڈاکٹر محمد احمد صاحب اشرف فضل عمر ہسپتال ربوہ اور مکرم محمود احمد اشرف صاحب استاذ الجامعہ کو خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبارات میں سے

جھنگ کے فیضان عارف نے حکیم محمد سعید صاحب سے پوچھا کیا پاکستان میں شوریٰ ویسی ہی ہونی چاہئے جیسی ضیاء الحق نے بنائی تھی۔ تو انہوں نے جواب میں کہا ضیاء الحق کو مجلس شوریٰ کی تحریک میں نے کی تھی۔ میں ضیاء الحق کو شورائی نظام پر لے کر آیا تھا۔ کراچی کے گورنر ہاؤس میں ضیاء الحق کے ساتھ میں نے اور گورنر عباسی نے بیٹھ کر 106۔ افراد کی فہرست بنائی تھی۔ لیکن پھر یہ فہرست ڈپٹی کمشنرز تک پہنچ گئی تاکہ ان سے رائے لی جائے جس کے بعد مجلس شوریٰ بنی تو اس میں وہ آٹھ افراد بھی شامل تھے جن کو ضیاء الحق نے خود بددیانتی کے جرم میں نکالا تھا۔ چنانچہ میں نے ضیاء الحق سے کہہ دیا کہ میں ایسی شوریٰ میں نہیں بیٹھوں گا۔ ضیاء الحق نے وہ شوریٰ کمشنروں اور ڈپٹی کمشنروں کے کہنے پر بنائی تھی۔ لیکن وہ کوئی کام نہ کر سکی۔ شوریٰ تو وہ ہو گی جسے ہیڈ آف سٹیٹ چن کر فیصلہ کرے کہ مجھے اس سے کام لینا ہے۔ پوچھا گیا کہ ایسے صاحبان کردار کو کون تلاش کرے گا جن کو شوریٰ میں لایا جائے کہ وہ ملک کی تقدیر بدل دیں۔ حکیم محمد سعید نے جواب دیا میں سمجھتا ہوں کہ ہم جب تک معلم کا احترام نہیں کریں گے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ معلم کے بارے میں میری رائے یہ ہے کہ وہ صدر مملکت سے بڑا ہوتا ہے۔ حضرت فاروقؓ جب خلیفہ وقت تھے تو ایک صحابیؓ نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ کو اس منصب سے بھی بڑا بننے کی خواہش ہے تو وہ کہنے لگے کہ ہاں میں اس سے بھی بڑے منصب پر فائز ہونا چاہتا ہوں یعنی میں معلم بننا چاہتا ہوں۔ تو سوال کیا گیا (حکیم محمد سعید صاحب سے) لیکن آج ہمارے معلم کا جو کردار ہے اس نے بھی تو اپنا احترام گنوانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ حکیم محمد سعید صاحب نے جواب دیا کہ اگر اسلام نے معلم کی فضیلت کو اتنا معتبر بتایا ہے تو اس کے کردار کو بھی مثالی بنانے کی تلقین کی ہے۔ معلم کو تو یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ جو کچھ پڑھائے اس کا معاوضہ نہ لے۔ یہ اسلام کا حکم ہے۔ اور حضور ﷺ کے زمانے میں یہ ہوتا تھا۔ معلم کو آمدنی کے لئے کوئی اور ذریعہ معاش اختیار کرنا چاہئے۔ حضرت شیخ سعید صلبی اپنے وقت کے بہت بڑے معلم تھے۔ ایک دن وہ اپنے مدرسے میں پیر پھیلائے بڑے اطمینان سے بچوں کو پڑھا رہے تھے۔ اتنے میں وہاں سے شہنشاہ وقت کا گزر ہوا۔ شہنشاہ مدرسے میں جاکر کھڑے ہو گئے تو شیخ سعید صلبی نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اور بچوں کو پڑھاتے رہے۔ شہنشاہ وہیں بیٹھ گئے۔ اور جب شیخ صلبی کافی دیر تک اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے تو شہنشاہ اٹھ کر چلے گئے اور اپنے محل میں جاکر ایک ہزار دینار معلم وقت کی خدمت میں بھیجے۔ اور رقعہ بھیجا کہ میں آپ سے بہت خوش ہوا ہوں۔ آپ میری سلطنت کے بچوں کو بہت اچھا پڑھا رہے ہیں۔ حضرت شیخ صلبی نے قاصد سے کہا کہ یہ دینار واپس لے جاؤ اور شاہ وقت کو میرا اسلام پہنچا کر یہ کہنا کہ جو پیر پھیلاتے ہیں وہ ہاتھ نہیں پھیلایا کرتے۔ پاکستان میں معلم عدم احترام کی وجہ سے شکست کھا گیا ہے۔ وہ اس لئے پیچھے رہ گیا ہے کہ ہم نے اس کی قدر نہیں کی۔ معلم کی طرح ہم نے تعلیم کی قدر بھی نہیں کی۔ جاپان میں پرائمری کے استاد کی تنخواہ یونیورسٹی کے استاد سے زیادہ ہے۔ کیونکہ ان کا خیال ہے کہ تعلیم کی اصل بنیاد پرائمری ہے۔ اگر بنیاد مضبوط ہو گی تو پھر باقی عمارت بھی ٹھیک تعمیر ہو گی۔ لیکن پاکستان میں ایک بڑا المیہ یہ بھی ہے کہ ہمارے ہاں پانچ کروڑ بچے سکول نہیں جاتے اور جو پڑھ رہے ہیں ان کو جو لوگ پڑھا رہے ہیں وہ خود میٹرک پاس ہیں۔ اور پھر دوسرا ستم ہم نے یہ کیا کہ تعلیم کو درجوں میں بانٹ دیا۔ اردو میڈیم انگلش میڈیم۔ اور گریژن میڈیم کی تفریق نے بہت الجھنیں پیدا کر دی ہیں۔ پاکستان میں یکساں تعلیمی نصاب نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے پوری قوم تقسیم ہو گئی ہے۔

بقیہ صفحہ 5

آپ کی وفات پر آپ کی خدمت کا تذکرہ:۔ حضرت امام جماعت الثانی..... نے آپ کی وفات کے بعد خطبہ جمعہ میں آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"درد صاحب جب سلسلہ کی خدمت کے لئے آئے تو ان کی عمر زیادہ نہ تھی لیکن اس عمر میں بھی ان کے وقار کا یہ حال تھا کہ ہم انہیں بڑے سے بڑے افسر سے بھی ملنے کے لئے بھیج دیتے تو وہ نہایت کامیابی کے ساتھ جماعت کی نمائندگی کر کے آجاتے تھے ان کے دل میں کبھی یہ خیال پیدا نہیں ہوا تھا کہ وہ لوگ بڑے درجہ کے ہیں اور میں کمزور انسان ہوں۔ اس وقت میں کالج کے پروفیسروں کے متعلق بھی یہ خیال نہیں کرتا کہ باوجودیکہ اس وقت ملک کی حکومت اپنی ہے انہیں اگر گورنر کے پاس بھی بھیجا جائے تو وہ کامیابی کے ساتھ کوئی کام کر سکیں۔ لیکن درد صاحب کے اندر یہ یقین پایا جاتا تھا کہ گو میں کمزور انسان ہوں لیکن یہ کام خدا تعالیٰ کا ہے پھر میں اسے کیوں نہیں کر سکتا"

(الفضل 18 دسمبر 1955ء)

حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب کو خدا تعالیٰ کے فضل سے قربانی اور وفا اور نامساعد حالات میں ثابت قدمی کی توفیق ملی اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت امام جماعت الثانی..... نے فرمایا۔

"مجھے یاد ہے جب ہم نے درد صاحب کو ولایت بھیجا ہے ان کی تنخواہ سو روپے ماہوار تھی۔ چندہ اور دوسری کٹوتیوں کے بعد انہیں ساٹھ روپے ماہوار ملتے تھے جس میں سے بڑا حصہ وہ اپنی والدہ کو بھیج دیتے تھے۔ ان کی دو بیویاں تھیں اور ان میں سے ہر ایک کے چار چار پانچ پانچ بچے تھے۔ وہ ہمارے مکان کے ہی ایک حصہ میں جو کچا تھا اور جس میں رہنا آج کل کے کلرک بھی پسند نہیں کرتے رہتی تھیں..... اب دیکھو ایک شخص ایم اے ہے اور سب ججی کے لئے اسے آفر (Offer) آچکی ہے وہ....... ملک سے باہر چلا جاتا ہے سلسلہ کو اتنی توفیق نہیں ہوتی کہ وہ اس کے بیوی بچوں کو مناسب گزارہ دے سکے.... لیکن پھر بھی اس نے نہایت ثابت قدمی سے سلسلہ کی خدمت میں چالیس سال کا عرصہ گزار دیا۔"

(الفضل 18 دسمبر 1955ء)

آپ کی وفات پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب.... نے اپنے ایک مضمون میں تحریر فرمایا:۔

"درد صاحب ایک ایسے مبارک خاندان سے تعلق رکھتے تھے جو احمدیت کی تاریخ میں ایک خاص شان رکھتا ہے۔ درد صاحب خود بھی (رفیق بانی سلسلہ ناقل) تھے اور ان کو حضرت بانی سلسلہ کے زمانہ کی بعض باتیں یاد تھیں جن میں سے بعض کا ذکر سیرت (۔) میں آچکا ہے مگر درد صاحب کی ذاتی خدمات کا سلسلہ (قدرت ثانیہ کے مظہر ثانی۔ ناقل) کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ درد صاحب اور میں نے ایم اے کا امتحان اکٹھے پاس کیا تھا... مجھے یاد ہے کہ جب ہم شروع میں خدا کے ساتھ عہد باندھ کر سلسلہ کی خدمت میں آئے تو میری ہی تجویز پر ہم دونوں نے یہ عہد کیا تھا کہ خدا کی توفیق سے ہم ہمیشہ سلسلہ کی خدمت میں گزاریں گے اور کبھی کسی معاوضہ یا ترقی یا حق کا مطالبہ نہیں کریں گے اور میرے لئے انتہائی خوشی اور درد صاحب کے خاندان کے لئے انتہائی فخر کا مقام ہے کہ درد صاحب نے اس کو کامل وفاداری کے ساتھ نبھایا۔

(الفضل 10 دسمبر 1955ء)

حضرت درد صاحب کی سیرت کے ایک اور پہلو کا ذکر کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب... تحریر فرماتے ہیں۔

"درد صاحب کا خاص وصف یہ تھا جس میں مجھے بھی اکثر اوقات ان پر رشک آتا تھا کہ اگر کبھی حضرت صاحب کی طرف سے یا انجمن وغیرہ کی طرف سے ان کی کسی بات پر گرفت ہوتی تھی (اور گرفت سے کون انسان بالا ہے) تو وہ اسے انتہائی صبر اور ضبط کے ساتھ برداشت کرتے تھے اور اپنی بریت کا معاملہ بھی صرف خدا پر چھوڑتے تھے۔"

(الفضل 10 دسمبر 1955ء)

نیز فرماتے ہیں:۔

"درد صاحب نے ولایت سے واپس آکر اکثر زمانہ نظارت تعلیم و تربیت اور نظارت دعوت و.... میں گزارا مگر ان کا خاص کام نظارت امور خارجہ سے تعلق رکھتا تھا۔ جہاں وہ غیر معمولی طور پر کامیاب رہے۔ درد صاحب کو حکومت کے افسروں اور غیر از جماعت احباب کے ساتھ ملنے کا خاص ڈھنگ آتا تھا اور وہ ان ملاقاتوں میں غیر معمولی طور پر کامیاب رہتے تھے۔ مزاج کی سادگی اور کچھ مالی تنگی کی وجہ سے ان کا لباس بہت ہی سادہ بلکہ بعض اوقات درویشانہ رنگ کا ہوتا تھا مگر لوگوں سے اس قابلیت اور وقار کے ساتھ ملتے تھے کہ وہ بہت جلد ان کے زیر اثر آجاتے تھے اور درد صاحب اکثر اپنی بات منوا کر ہی اٹھتے تھے۔"

(الفضل 10 دسمبر 1955ء)

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب نے آپ کی وفات پر لکھا۔

"حضرت درد صاحب سلسلہ احمدیہ کے ان سچے اور وفادار خادموں میں ایک نمایاں وجود تھے جو عسر و یسر اور حالت آرام و تنگی میں خدا کے دین کی خدمت کا قطعی فیصلہ کر چکے تھے۔ انہوں نے عملاً پوری وفاداری اور کامل اخلاص اور محبت کے ساتھ اس فیصلہ کو نافذ کیا ہے.... احمدیت (۔) کے لئے ان کی بے انتہا عقیدت کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ وہ دن رات خدمت دین کرتے تھے اور پھر بھی ہمیشہ یہی کہتے تھے اور اسی احساس سے معمور رہتے تھے کہ میں اپنا فرض پورا نہیں کر رہا۔ وہ نہ صرف خود علمی اور ٹھوس کام کرنے کے عادی تھے بلکہ ہمیشہ ہی اپنے ملنے والوں اور دوستوں کو ہر روز نصیحت کرتے تھے کہ گہری تحقیق اور پوری ریسرچ سے کتابیں اور مضامین لکھے جائیں۔ انہیں دینی علوم سے خاص شغف تھا اور جدت اور تحقیق ان کی طبیعت کا خاصہ تھا۔ اپنے احباب اور دوستوں کے ساتھ پوری وفاداری اور کامل خلوص کے ساتھ پیش آتے تھے۔"

(الفضل 10 دسمبر 1955ء)

بقیہ صفحہ 3

کس طرح وہ کمپوز ہوتے ہیں اور پھر ان کی کاپی بنتی ہے اور پروف ریڈر اسے پڑھتے ہیں اور پھر پریس میں جاکر پرچہ طبع ہوتا ہے۔

اب خدا کے فضل سے ایسے لگتا ہے کہ دوسرے شہروں کے بہت سے احمدی دوستوں کو الفضل کے دفتر میں آکر مزید معلومات حاصل کرنے کا شوق بڑھ رہا ہے۔ گزشتہ روز بہاول پور سے میر مبشر احمد صاحب جو وہاں جماعت کے سیکرٹری کلام الٰہی ہیں اور ان کے ساتھ ایک اور دوست دو بہنیں چند لڑکیاں اور چند ایک چھوٹے بچے تشریف لائے۔ بعض اوقات تو ایک ایک کرسی پر دو دو تین تین بچوں کو بٹھانا پڑتا ہے۔ کمرہ وسیع تو ہے لیکن اتنا وسیع بھی نہیں کہ وہاں پر بیس تیس آدمی بڑے آرام سے کرسیاں بچھا کر بیٹھ سکیں۔ اس وفد کے ساتھ پہلے تو اخبار کے متعلق گفتگو ہوتی رہی اور اس کے بعد کچھ مذہبی سوالات سامنے آئے ان کے متعلق بھی حتی المقدور معلومات فراہم کی گئیں۔ دو بچوں نے ایک لڑکے نے اور ایک لڑکی نے جن کی عمریں دس دس بارہ بارہ سال ہوں گی نہایت سریلی آواز میں دو مذہبی نظمیں سنائیں۔ یہ نظمیں سن کر دل کو بڑی راحت نصیب ہوئی۔ چنانچہ ایک ہلکا سا انعام ان دونوں کو دیا گیا۔ بچے بھی خوش ہوئے ان کے والدین بھی خوش ہوئے۔ اور انہوں نے مسکراہٹوں کا اظہار کیا جو کبھی نہ بھولنے والی ہیں اور اگر خدا نے چاہا تو یہ سب واپس جاکر الفضل کے دفتر کو یاد رکھیں گے اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوشش کریں گے کہ جہاں سے بھی مل سکے (اگر ان کے پاس نہیں آتا) تو اخبار الفضل لے کر پڑھیں اس میں ان کی دلچسپی بڑھے گی۔

الفضل کے مہمان جب اس طرح آتے ہیں تو ان سے گفتگو ہوتی ہے تو بڑا لطف آتا ہے۔ اور دل میں یہ یقین پیدا ہوتا ہے کہ انہیں احمدیت کی اس نہر سے کتنا لگاؤ ہے۔ خاصے فاصلوں سے یہ آ کر الفضل کا دفتر بڑے شوق سے دیکھتے ہیں۔ کچھ اپنی باتیں سناتے ہیں کچھ ہماری باتیں سنتے ہیں۔ جن دو بچوں نے نظمیں سنائیں ان کے نام یہ ہیں۔ عزیز اسد اللہ خاں لودھی اور عزیزہ قدسیہ بانو ان کے علاوہ باقی بچوں نے بھی نہایت پیار اور محبت کی نظروں سے دیکھا اور جو باتیں ہوئیں ان کو سمجھنے کی کوشش کی۔

(ن-س)

وصایا

ضروری نوٹ :- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز- ربوہ

مسل نمبر 31215 میں عبدالرؤف زاہد ولد میاں عبداللطیف قوم راجپوت پیشہ کاروبار عمر 34 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن نارتھ کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 97-3-2 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ 1۔ مکان نمبر R-790 سیکٹر 1 A 15 بفرزون کراچی مالیتی۔/1000000 روپے۔ 2۔ دکان B-27 خورشید مارکیٹ حیدری نارتھ ناظم آباد کراچی۔/2000000 روپے۔ 3۔ حاضر مال زیورات وزنی 700-897 گرام مالیتی۔/350000 روپے۔ 4۔ نقد رقم۔/125000 روپے۔ 5۔ موٹر سائیکل ہنڈا مالیتی۔/30000 روپے۔ کل جائیداد مالیتی۔/3505000 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ۔/3000 روپے ماہوار بصورت کاروبار مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد عبدالرؤف زاہد R-790 سیکٹر 1-A-15 بفرزون نارتھ کراچی گواہ شد نمبر 1 عبدالمنان محمود سیکرٹری وصایا حلقہ نارتھ کراچی گواہ شد نمبر 2 محمد محمود مودی قائد مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ نارتھ کراچی۔

مسل نمبر 31216 میں خالدہ شائستہ زوجہ عبدالرؤف زاہد صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر 33 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن نارتھ کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 97-3-2 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (1) حق مہر وصول شدہ دس ہزار روپے (2) طلائی زیورات وزنی 120.10 گرامز مالیتی 44500 ہزار روپے اس وقت مجھے مبلغ پانچ صد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ خالدہ شائستہ صاحبہ A-790/15Al بفرزون نارتھ کراچی گواہ شد نمبر 1 عبدالمنان محمود سیکرٹری وصایا حلقہ نارتھ کراچی گواہ شد نمبر 2 عبدالرؤف زاہد خاوند موصیہ مسل نمبر 31215۔

مسل نمبر 31217 میں ساجد لطیف ولد میجر لطیف اکبر قوم شیخ پیشہ طالب علم عمر 18 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن B240/11-B نارتھ کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 97-3-9 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے اس وقت مجھے مبلغ دو صد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد ساجد لطیف B-240 سیکٹر B-11 نارتھ کراچی گواہ شد نمبر 1 عبدالمنان محمود سیکرٹری وصایا حلقہ نارتھ کراچی گواہ شد نمبر 2 محمد محمود مودی قائد مجلس خدام الاحمدیہ نارتھ کراچی۔

مسل نمبر 31218 میں راشد لطیف ولد میجر لطیف اکبر قوم شیخ پیشہ طالب علمی عمر 16 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن B-240/11-B نارتھ کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 97-3-9 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے اس وقت مجھے مبلغ دو صد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد راشد لطیف B-240 سیکٹر B-11 نارتھ کراچی گواہ شد نمبر 1 عبدالمنان محمود سیکرٹری وصایا حلقہ نارتھ کراچی گواہ شد نمبر 2 محمد محمود مودی قائد خدام الاحمدیہ نارتھ کراچی۔

مسل نمبر 31220

I Musa B Kinteh Son of Alkali Bakary Kinteh

پیشہ ملازمت عمر 34 سال بیعت 1987ء ساکن گیمبیا مغربی افریقہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 96-2-8 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (1) مکان برقبہ 32 ایم 40٪ ایم مالیتی 35 ہزار ڈلاسی (2) پلاٹ واقع نزد پرائمری سکول موضع Niumi گیمبیا مالیتی تین ہزار ڈلاسی (3) کار پرانی مالیتی آٹھ ہزار ڈلاسی اس وقت مجھے مبلغ ایک ہزار ڈلاسی ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد MusaB Kinteh گیمبیا مغربی افریقہ گواہ شد نمبر 1 مبشر احمد نصرت ہائی سکول Bundung گیمبیا گواہ شد نمبر 2

Babaf Trawally B-O Box 1022 Banful

مسل نمبر 31221

I Kemo Sonko Son of Saikon Sonko

پیشہ ملازمت عمر 27 سال چھ ماہ بیعت 1992-2-1 ساکن گیمبیا مغربی افریقہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 96-12-28 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (1) پلاٹ برقبہ 18MX20M جس پر نامکمل تعمیر ہے واقع Abuko مالیتی 25 ہزار ڈلاسی اور موٹر سائیکل نمبر M7279 مالیتی 2500 ڈلاسی اس وقت مجھے مبلغ ایک ہزار ڈلاس روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد Kemo Sonko مبشر احمد نصرت ہائی سکول Bundung گیمبیا مغربی افریقہ۔ گواہ شد نمبر 1 مبشر احمد نصرت ہائی سکول گیمبیا مغربی افریقہ گواہ شد نمبر 2

Babaf Trawally P-O Box 1022 بانجل Banjul

مسل نمبر 31222

I- Sanna M Cham S/O Bubacar Kakai -Cham

پیشہ اکاؤنٹنٹ عمر 39 سال بیعت جولائی 1979ء ساکن گیمبیا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 96-3-1 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ 1۔ صحن برقبہ
(Sukuta kombo North)
70m x35m x50m x100m x100m
گیمبیا مالیتی۔/150000 D۔ 2۔ خالی پلاٹ برقبہ m100X m100 مربع Sukuta kombo North گیمبیا مالیتی۔/100000 D۔ 3۔ نامکمل مکان برقبہ M100X100 واقع Sukuta kombo North مالیتی۔/50000 D۔ 4۔ ایک عدد سائیکل مالیتی۔/1250 D 5۔ ایک گائے مالیتی۔/1000 D۔ 6۔ چار بھیڑیں مالیتی۔/2000 D۔ 7۔ مرغیاں 24 عدد مالیتی۔/300 D۔ اس وقت مجھے مبلغ۔/2000 D ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد Sanna. M. Cham گیمبیا مغربی افریقہ گواہ شد نمبر 1 مبشر احمد نصرت ہائی سکول Bundung گیمبیا گواہ شد نمبر 2 Babaftrawally گیمبیا مغربی افریقہ۔

مسل نمبر 31223

I Sutay Jammeh s/o Fandangh Jammeh

پیشہ تجارت عمر 42 سال بیعت 1993ء ساکن گیمبیا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 96-12-28 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ صحن مع مکان کا رقبہ 16.70X77.13 مربع میٹر جس پر مکان برقبہ 13.20X 8.84 مربع میٹر اور پانچ دکانیں برقبہ M 6-90X 2.2 M ساری جائیداد مالیتی۔/200000 D۔ اس وقت مجھے مبلغ۔/1200 D ماہوار بصورت تجارت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد Sutay Jammeh گیمبیا مغربی افریقہ گواہ شد نمبر 1 Babaf[illegible] گیمبیا مغربی افریقہ گواہ شد نمبر 2 ایم احمد نصرت ہائی سکول گیمبیا Bundung۔

امداد طلباء مخیر احباب کی خدمت میں

ضروری گزارش

○ شعبہ امداد طلباء اس وقت انتہائی اعانت کا محتاج ہے۔ تعلیم کے بڑھتے ہوئے اخراجات کی وجہ سے اس شعبہ کے وظائف بہت بڑھ گئے ہیں۔ اس کے لئے احباب جماعت سے گزارش ہے کہ تعلیم جو کہ وقت کی ایک اہم ضرورت ہے کے لئے زیادہ سے زیادہ عطیات و صدقات شعبہ امداد طلباء کے لئے بھجوائیں تاکہ ضرورت مند طلباء کی حسب ضرورت امداد کی جا سکے۔

امید ہے تمام مخیر احباب اس کار خیر میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں گے۔ یہ رقم بد امداد طلباء خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں جمع کروا سکتے ہیں۔ براہ راست نگران امداد طلباء معرفت نظارت تعلیم کو بھی یہ رقوم بھجوائی جا سکتی ہیں۔

(نگران امداد طلباء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 4 جولائی-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 31 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 47 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ بھارت سے تعلقات بہتر بنانے کے لئے کشمیر کی قربانی نہیں دے سکتے۔ پاکستان تمام متنازعہ معاملات کو حل کرنے میں مخلص اور بھارت سے اچھے تعلقات کا خواہاں ہے۔

○ لاہور ہائی کورٹ نے چیف الیکشن کمشنر جسٹس (ر) فخر عالم کی تقرری کو آئینی قرار دے دیا ہے۔ فل بنچ نے اپنے فیصلہ میں کہا ہے کہ چیف الیکشن کمشنر کے عہدہ کے لئے عمر کی کوئی شرط نہیں ہے۔ صرف متعلقہ شخص کا اس شرط پر پورا اترنا لازم ہے کہ وہ سپریم کورٹ کا جج رہا ہو یا بننے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

○ کراچی میں منہدم شدہ عمارت کے ملبے سے مزید 7 نعشیں نکالی گئی ہیں۔ اس طرح اس سانحہ میں مرنے والوں کی تعداد دس ہو گئی ہے۔ نعشیں مسخ ہو چکی تھیں۔

○ دفتر خارجہ پاکستان کے ایک ترجمان نے اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ پاکستان نے حتف میزائل کا کامیاب تجربہ کر لیا ہے۔ لیکن اس فوجی سرگرمیوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ نیز یہ کہ چین نے راولپنڈی میں میزائل فیکٹری بنانے میں پاکستان کی کوئی مدد نہیں کی۔

○ بھارت نے پاکستان کے حتف میزائل کے تجربہ پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ وائس آف امریکہ کے مطابق یہ میزائل 8 سو کلو میٹر تک مار کر سکتا ہے۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف نے کہا ہے کہ بے نظیر جیسا چہرہ مرضی بدلیں۔ قومی حکومت کا خواب پورا نہیں ہو گا۔ وزیر اعلیٰ نے تفریحی مقامات سمیت صوبے میں ریسٹ ہاؤسوں کی تعمیر پر پابندی عائد کر دی ہے۔

○ سنٹرل بورڈ آف ریونیو نے ٹیکس ادائیگی میں 5 ارب روپے کا ملکی تاریخ کا سب سے بڑا فراڈ پکڑ لیا ہے۔ اس فراڈ میں 500 صنعتی یونٹ ملوث ہیں۔ ٹیکس میں چھوٹ دینے کے بعد وصولی میں کمی ہوئی ہے۔ سی بی آر کی تحقیقات میں 4 سو صنعتیں ایسی نکلیں جنہوں نے ہر ماہ دس سے 50 لاکھ ٹیکس چوری کیا ہے۔

○ کراچی میں بجلی کا بحران جاری ہے۔ اور لمبے وقفے کے لئے لوڈ شیڈنگ کی جاتی ہے۔ بن قاسم کے بجلی گھر میں خرابی کی وجہ سے لانڈھی' کورنگی' ملیر' شاہ فیصل کالونی اور دیگر ملحقہ علاقے 8 سے 16 گھنٹے تک اندھیرے میں ڈوبے رہے۔ کراچی کے پرانے علاقوں لیاری' کالا کوٹ' لوہا مارکیٹ' بغدادی سٹریٹ میں بھی غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ بجلی کی لوڈ شیڈنگ کے باعث شیریں پانی کا بھی زبردست بحران پیدا ہو گیا ہے۔

○ پی ڈی ایف کے مرکزی رہنما مسلم لیگ (ج) کے حامد ناصر چٹھہ نے کہا ہے کہ چودھویں ترمیم سے حکمران پارٹی کے ارکان "ربڑ سٹیمپ" بن گئے ہیں۔ آئینی ترمیم کی منظوری مذاق بن گئی ہے۔ ایوانوں میں بل پیش کر کے سرکاری ارکان کو صرف "ہاں" کہنے کا حکم دیا گیا۔ انہیں پہلے آگاہ تک نہیں کیا گیا۔ انہوں نے کہا بے نظیر بھٹو نے سیاسی اور اقتصادی بحران کے خوف سے قومی حکومت کی تجویز دے کر قبل از وقت رد عمل معلوم کرنے کی کوشش کی ہے۔

○ لاہور ہائی کورٹ کے ایک ڈویژن بنچ نے پی پی پی کے حاجی اقبال گھرکی کے مقدمہ قتل کی تفتیش ایس۔ پی۔ میجر مبشر کو دینے سے متعلق لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کے حکم پر عمل درآمد معطل کر دیا ہے۔ عدالت نے اپنے ریمارکس میں کہا کہ ہائی کورٹ کو مقدمہ کی تفتیش میں مداخلت کا کوئی اختیار نہیں۔ سپریم کورٹ نے یہ کیس ہائی کورٹ کو دوبارہ فیصلہ کرنے کے لئے واپس بھجوا دیا تھا۔ یاد رہے کہ چیف جسٹس ہائی کورٹ لاہور نے ایس پی میجر مبشر کو تفتیشی افسر مقرر کیا تھا۔ جس کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی گئی تھی۔

○ میو ہسپتال لاہور کے شعبہ فزیو تھراپی میں 45 میں سے 35 مشینیں ناکارہ ہو گئی ہیں۔

○ وفاقی وزیر خزانہ سرتاج عزیز نے کہا ہے کہ شرعی عدالت سے سود کے متبادل نظام کے لئے رہنمائی حاصل کی گئی ہے۔

○ فرقہ واریت کے خلاف آپریشن کے سلسلہ میں مختلف اضلاع میں سپاہ صحابہ اور تحریک جعفریہ کے رہنماؤں اور کارکنوں کی گرفتاریوں کا سلسلہ جاری ہے۔ جھنگ' سرگودھا' چکوال' مظفر گڑھ اور دیگر اضلاع سے کئی افراد گرفتار کر کے جیل بھیج دیئے گئے ہیں۔

○ وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین نے کہا ہے کہ کراچی میں حالات ایم کیو ایم کے دونوں دھڑوں کی وجہ سے خراب ہیں۔ الطاف حسین کو وطن واپسی پر گرفتار نہ کرنے کی یقین دہانی کرائی ہے۔

○ بنگلہ دیش میں بجٹ کے خلاف ہڑتال کے دوران کاروباری مراکز۔ نجی دفاتر اور سکول بند رہے۔ ٹریفک معطل کر دی گئی۔ جھڑپوں میں 50 افراد زخمی ہو گئے ہیں۔

○ قومی اسمبلی میں مسلم لیگی ارکان کی طرف سے قائد حزب اختلاف بے نظیر بھٹو کے قومی حکومت کے متعلق بیان کے خلاف پیش کی گئی تحریک استحقاق پر ہنگامہ ہو گیا۔ ارکان نے آستینیں چڑھالیں ڈپٹی اپوزیشن لیڈر رسید خورشید شاہ اور مسلم لیگی رکن انعام اللہ نیازی کے درمیان انتہائی سخت جملوں کا تبادلہ ہوا۔

○ اینمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ جرمن پولیس تارکین وطن کو بلا جواز

○ بنگلہ دیش میں بجٹ کے خلاف ہڑتال کے

○ سی آئی اے نے چین اور روس پر الزام لگایا ہے کہ وہ دنیا بھر میں وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کے پھیلاؤ کا سبب بن رہے ہیں۔

○ عدلیہ کی انتظامیہ سے باضابطہ علیحدگی کے بارے میں سینٹ میں قانونی اصلاحات کا بل متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا ہے۔

○ وزیر برائے بجلی و پانی نے کہا ہے کہ واپڈا میں اس ماہ انقلابی تبدیلیاں کی جائیں گی۔ بجلی کے نرخ نہیں بڑھائے جائیں گے۔ صوبوں میں اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی کا قیام موخر نہیں کیا گیا۔

○ 14 واں ترمیمی بل حتمی منظوری کے لئے صدر مملکت سردار فاروق احمد لغاری کو بھجوا دیا گیا ہے۔

○ سرحد اسمبلی نے متفقہ قرارداد منظور کی ہے کہ وفاقی حکومت بجلی کے خالص منافع کے بقایا جات فوراً ادا کرے۔ نیز یہ کہ آئندہ کے لئے وفاقی حکومت یقین دہانی کرائے کہ صوبے کو قابل تقسیم پول کے محصول اور گرانٹس بروقت ادا کئے جائیں گے تاکہ صوبہ قرض لینے پر مجبور نہ ہو۔

○ کراچی کے مختلف علاقوں میں دہشت گردی کے نتیجے میں 8 افراد کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔

○ صدر مملکت سردار فاروق احمد لغاری نے کہا ہے کہ سیاسی جماعتیں قومی معاملات میں اتفاق رائے پیدا کریں۔

○ چینی وزارت خارجہ کے ترجمان نے کہا ہے کہ پاکستان کو ایٹمی اور میزائل پروگرام میں چین نے مدد نہیں دی۔ امریکی الزام بے بنیاد اور غلط ہے کہ چین پاکستان اور ایران کو ایٹمی اور میزائل ٹیکنالوجی فراہم کرنے کا بڑا ذریعہ ہے۔

○ صدر پاکستان فاروق لغاری نے کہا ہے کہ فنی تعلیم کو فروغ دینے کے لئے تمام وسائل بروئے کار لانے جائیں یونیورسٹیاں اور دوسرے اعلیٰ تعلیمی ادارے کمپیوٹر ٹریننگ میں موثر کردار ادا کر سکتے ہیں۔

○ کراچی میں جمعرات کے روز ایم کیو ایم حقیقی گروپ کے ایک کارکن اور عورت سمیت 3 افراد کو قتل کر دیا گیا ہے۔ جبکہ دو افراد سمندر میں ڈوب گئے۔

○ 30- مئی 1993ء سے 30- جون 1997ء تک پنجاب میں 58 بم دھماکے ہوئے ہیں۔ 550 سے زائد افراد ہلاک۔ اور 1200 سے زائد زخمی ہوئے ہیں۔

○ سمن آباد لاہور میں موٹر سائیکل سواروں کی فائرنگ سے 3 بچوں کا باپ سو گیا نامعلوم دہشت گرد فرار ہو گئے۔

○ عراق میں اناج کی شدید قلت پیدا ہو گئی ہے۔ عوام کے راشن میں کمی کر دی گئی ہے۔ امریکہ نے 3 ماہ کے لئے تمام ٹھیکے منسوخ کر دیئے ہیں۔

○ لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس شیخ ریاض احمد نے عدلیہ میں احتساب کے سلسلہ میں سول جج لیہ کو برطرف کر دیا ہے۔

برائے فروخت
قریباً 25 کنال زمین واقع بالمقابل ڈگری کالج جس میں قریباً 8 کنال میں شیڈ تعمیر شدہ ہیں۔ بجلی، پانی جنریٹر ٹیلیفون کا انتظام ہے
رابطہ
زاہد محمود ۔ ماسٹر پولٹری فارم
نزد ریلوے پھاٹک ۔ ربوہ
فون : 213115

جرمن، لوکل اور کیوریٹو ہومیوپیتھک ادویات
مدرٹنکچرز پوٹنسیاں، چھوٹی درمیانی اور بڑی طاقتوں میں بائیوکیمک ادویات، سادہ گولیاں ٹکیاں شوگر آف ملک خالی ڈبیاں، ڈراپرز اور ہومیوپیتھک کتب نیز ہومیوپیتھک ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر صاحب کی ایجاد کردہ تمام ادویات، کیورز اور کورسز وغیرہ کے متعلق "ہیلتھ پیکج" لٹریچر مع کیوریٹو تشخیص فارم CDF ۱۵/روپے میں ہمارے سٹاکسٹوں سے حاصل کریں
کیوریٹو انٹرنیشنل ربوہ
فون سیلز 211283 کلینک 771 211054
فیکس 212299

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
مرض اٹھرا کا شافی علاج
حبوب مفید اٹھرا
۴۰ گرام ۳۰/، ۹۰ گرام ۹۰/، ۱۰۰ گرام ۱۷۰/روپے
اکسیر اولاد نرینہ (کورس) ۲۵۰/
• ہمدردانہ مشورہ
• کامیاب علاج
• مفید و مجرب ادویہ
مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
NASIR ناصر
PHONE: (04524) 211434-212434 FAX· 534